جولائی تا ستمبر 2026: تحریک طالبان پاکستان کی تنظیمی توسیع، عسکری سرگرمیاں اور تشہیری حکمتِ عملی

2026 کی تیسری سہ ماہی کے دوران تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) نے تنظیمی استحکام، جغرافیائی توسیع اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال پر توجہ مرکوز رکھی، جبکہ اپنی تشہیری اور بھرتی کی سرگرمیوں میں بھی نمایاں اضافہ کیا۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ فار کانفلکٹ اینڈ سکیورٹی اسٹڈیز (PICSS) کی ہفتہ وار تجزیاتی رپورٹس میں درج پیش رفت سے ظاہر ہوتا ہے کہ تنظیم نے مفتی نور ولی محسود کی قیادت میں مرکزی کمان کو مضبوط بنانے، چھوٹے مسلح دھڑوں کو اپنے اندر ضم کرنے، سابق قبائلی اضلاع میں موجود روایتی مضبوط مراکز سے باہر اپنا اثر و رسوخ بڑھانے اور خود کو ایک زیادہ منظم اور تکنیکی صلاحیتوں کی حامل مسلح تنظیم کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی۔

اسی دوران مسلح تنظیموں کے بعض دوسرے اتحادوں، بالخصوص اتحاد المجاہدین پاکستان (IMP) اور جماعت الاحرار (JuA) کی دوبارہ آزادانہ سرگرمیوں نے ٹی ٹی پی کے تنظیمی اثر و رسوخ اور نئی بھرتیوں کے لیے مسابقتی چیلنج پیدا کیے۔

تنظیمی استحکام اور نئے دھڑوں کی شمولیت

اس سہ ماہی میں تنظیمی استحکام اور توسیع ٹی ٹی پی کی اہم ترجیحات میں شامل رہے۔

8 جولائی کو ٹی ٹی پی نے اعلان کیا کہ بلوچستان کے ضلع چاغی سے تعلق رکھنے والے حافظ سیف اللہ بلوچ اور خیبر پختونخوا کے ضلع بونیر سے تعلق رکھنے والے مفتی عباس المعروف انصاری کی قیادت میں دو مسلح دھڑوں نے مفتی نور ولی محسود کی بیعت کر لی ہے۔

یہ سلسلہ ستمبر میں بھی جاری رہا۔ 16 ستمبر کو ٹی ٹی پی نے مہمند، باجوڑ اور کوئٹہ ہرنائی کے علاقوں سے تعلق رکھنے والے متعدد دھڑوں کی تنظیم میں شمولیت کا اعلان کیا۔

اعلامیے میں مفتی معاویہ، مولوی خالد، قاری یاسین، شوکت اور مولوی ولی اللہ کو ان مقامی رہنماؤں میں شامل بتایا گیا جنہوں نے ٹی ٹی پی کی قیادت سے وابستگی اختیار کی۔

شامل ہونے والے دھڑوں کا تعلق مبینہ طور پر مہمند کے علاقوں انبار/امبار، خوئیزئی بائزئی اور صافی، باجوڑ کے علاقے ریاست اور کوٹہ ہرنائی سے تھا۔

یہ پیش رفت چھوٹے مسلح گروہوں کو مرکزی قیادت کے تحت جمع کرنے اور خیبر پختونخوا کے بندوبستی اضلاع کے ساتھ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں تنظیمی روابط بڑھانے کی ٹی ٹی پی کی مسلسل حکمتِ عملی کی عکاسی کرتی ہے۔

قیادت اور کمان کے ڈھانچے میں تبدیلیاں

اس سہ ماہی کے دوران ٹی ٹی پی کی قیادت اور کمان کے ڈھانچے میں بھی اہم تبدیلیاں سامنے آئیں۔

4 اگست کو عمر میڈیا نے ٹی ٹی پی کے سربراہ مفتی نور ولی محسود کی 23 منٹ دورانیے کی ایک ویڈیو جاری کی۔ یہ 2026 میں ان کی پہلی نمایاں ویڈیو پیشی تھی اور اکتوبر 2025 کے بعد ان کی پہلی تصدیق شدہ ویڈیو موجودگی قرار دی گئی۔

ویڈیو میں انہیں پہاڑی علاقوں میں سفر کرتے، مسلح افراد سے ملاقاتیں کرتے اور ایسے لوگوں کے ساتھ گفتگو کرتے دکھایا گیا جنہیں مقامی باشندوں کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔ ان میں کرم کے علاقے پاڑہ چمکنی میں کان کن بھی شامل تھے۔

اگرچہ ویڈیو کی فلم بندی کے مقامات کی آزادانہ تصدیق نہیں ہو سکی، تاہم بظاہر اس کا مقصد تنظیمی سربراہ کی موجودگی، سرگرمیوں میں شرکت اور تنظیم پر ان کے مسلسل اختیار کو نمایاں کرنا تھا۔

اگلے روز ٹی ٹی پی نے اورکزئی کے اپنے والی امیر البحر معاویہ المعروف احمد الرحمٰن کی ہلاکت کی تصدیق کی، جو اطلاعات کے مطابق ہنگو میں ایک سکیورٹی کارروائی کے دوران مارے گئے تھے۔

تنظیم نے محمد کو ان کا جانشین اور ابوبکر کو نائب مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹی ٹی پی قیادت کے نقصان کے باوجود تنظیمی تسلسل برقرار رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

جغرافیائی توسیع اور کارروائیوں کے طریقوں میں تبدیلی

ٹی ٹی پی کے دعوؤں اور تشہیری مواد میں جغرافیائی توسیع اور کارروائیوں کے طریقوں میں تبدیلیاں نمایاں رہیں۔

اگرچہ شمالی اور جنوبی وزیرستان اس کی سرگرمیوں کے بنیادی مراکز رہے، تاہم تنظیم نے پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان، ٹانک، ہنگو، کرم، باجوڑ، لوئر دیر اور دیگر بندوبستی اضلاع میں اپنی سرگرمیوں کو زیادہ نمایاں انداز میں پیش کیا۔

اس کی نشریات میں بلوچستان کے علاقوں زیارت، پشین اور پنجگور میں حملوں یا تنظیمی موجودگی کے دعوے بھی سامنے آئے۔

پنجگور سے متعلق دعویٰ خاص طور پر اہم تھا، کیونکہ اس سے بلوچستان کی غالباً پشتون آبادی والی پٹی سے آگے بلوچ اکثریتی علاقوں تک تنظیمی سرگرمیاں پھیلانے کی کوشش کا اشارہ ملتا تھا۔

ستمبر میں عمر میڈیا نے سابق میڈیا سربراہ چوہدری منیب الرحمٰن جٹ کی ایک ویڈیو جاری کی، جس میں وہ مسلح افراد کے ہمراہ دکھائی دیے۔ اس ویڈیو کا مقصد جنوبی پنجاب میں تنظیمی موجودگی ظاہر کرنا تھا۔

سہ ماہی کے اختتام کے قریب ایک دوسری ویڈیو میں مسلح افراد اور سندھی زبان میں ایک پیغام شامل تھا، جس کے ذریعے سندھ میں ٹی ٹی پی کے اثر و رسوخ کا تاثر قائم کرنے اور مقامی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔

تاہم ان ویڈیوز کی فلم بندی کے مقامات اور ان سے منسلک تنظیمی نیٹ ورکس کی حقیقی وسعت کی آزادانہ تصدیق نہیں ہو سکی۔

چوہدری منیب الرحمٰن جٹ کا کردار

چوہدری منیب احمد جٹ، جنہیں منیب الرحمٰن جٹ یا کمانڈر منیب بھی کہا جاتا ہے، پنجاب سے تعلق رکھنے والی ایک شخصیت ہیں جو اس سے قبل برصغیر میں القاعدہ ((AQISسے وابستہ رہے اور طویل عرصے تک عمر میڈیا کے سربراہ کے طور پر کام کرتے رہے۔

ستمبر تک انہیں ٹی ٹی پی کے میڈیا ونگ کے سربراہ کے طور پر پیش نہیں کیا جا رہا تھا۔ دستیاب رپورٹس کے مطابق انہیں اس عہدے سے تبدیل کر دیا گیا تھا، جبکہ بعض اطلاعات میں انجینئر عبداللہ کو ان کا جانشین بتایا گیا۔

تقریباً 22 ستمبر 2026 کو جاری ہونے والی ایک ویڈیو میں جٹ نے جنوبی پنجاب کے باشندوں سے خطاب کیا۔ انہوں نے صوبے میں ٹی ٹی پی کی سرگرمیوں کا دعویٰ کیا، پاکستان کی سیاسی و عسکری قیادت پر تنقید کی اور حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔

میڈیا کی اعلیٰ ذمہ داریوں سے پنجاب میں تنظیمی سرگرمیوں سے متعلق عوامی پیغام رسانی کی جانب یہ تبدیلی اس بات کا اشارہ دیتی ہے کہ انہیں ممکنہ طور پر علاقائی یا عملی کمان سے متعلق نئی ذمہ داریاں دی گئی تھیں۔

یہ تبدیلی ایسے وقت میں سامنے آئی جب تنظیم اپنی بھرتی اور تشہیری سرگرمیوں کو روایتی پشتون آبادی سے آگے بڑھانے پر زور دے رہی تھی۔

تین ماہ میں 1,055 حملوں کا دعویٰ

ٹی ٹی پی کی ماہانہ رپورٹس کے مطابق تنظیم نے جولائی میں 315، اگست میں 406 اور ستمبر میں 334 حملوں کا دعویٰ کیا۔

جولائی

315

دعوے کردہ حملے

اگست

406

دعوے کردہ حملے

ستمبر

334

دعوے کردہ حملے

تیسری سہ ماہی میں مجموعی دعویٰ

1,055 حملے

یہ تمام اعداد و شمار ٹی ٹی پی کے اپنے دعووں پر مبنی ہیں۔ انہیں PICSS کے عسکریت پسندی سے متعلق ڈیٹابیس میں آزادانہ طور پر درج حملوں کے برابر نہیں سمجھنا چاہیے۔

تنظیم نے اپنی رپورٹس میں گوریلا حملوں، مسلح جھڑپوں، سنائپر اور لیزر سے نشانہ بنانے والے حملوں، گھات لگا کر کارروائیوں، بارودی مواد کے استعمال، ٹارگٹ کلنگ، کواڈ کاپٹر حملوں اور خودکش کارروائیوں کا ذکر کیا۔

جولائی میں ٹی ٹی پی نے 304 سکیورٹی اہلکاروں کی ہلاکت، 477 کے زخمی ہونے اور 68 کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا۔

اگست کی رپورٹ میں 294 افراد کی ہلاکت، 352 کے زخمی ہونے اور 31 کی گرفتاری کا دعویٰ کیا گیا۔

ستمبر کے معلوماتی چارٹ میں 213 افراد کی ہلاکت، 382 کے زخمی ہونے اور 45 کو گرفتار کرنے کا دعویٰ سامنے آیا۔

ان تمام جانی نقصانات کے اعداد و شمار کی آزادانہ تصدیق نہیں ہو سکی۔

ڈرون اور جدید ٹیکنالوجی کا استعمال

ٹی ٹی پی کی میڈیا نشریات میں ڈرونز اور نگرانی یا حملوں میں استعمال ہونے والی دیگر ٹیکنالوجیز کو بڑھتی ہوئی اہمیت دی گئی۔

جولائی کے آخر میں ہنگو کے خزینہ بانڈہ پولیس اور سی ٹی ڈی چیک پوسٹ پر حملے کی ویڈیو میں خودکار ہتھیاروں اور ڈرونز کا استعمال دکھایا گیا۔

دیگر ویڈیوز میں کواڈ کاپٹرز، رات کے وقت کی کارروائیاں اور فوجی گاڑیوں پر حملے دکھائے گئے۔

جولائی میں شائع ہونے والے ایک انٹرویو میں ٹی ٹی پی کے ترجمان محمد خراسانی نے دعویٰ کیا کہ تنظیم طویل فاصلے تک مار کرنے والے میزائلوں کی صلاحیت حاصل کرنے اور کواڈ کاپٹرز و تھرمل امیجنگ آلات کا استعمال بڑھانے کی کوشش کر رہی ہے۔

تاہم میزائل ٹیکنالوجی حاصل کرنے کی خواہش اس بات کا ثبوت نہیں کہ تنظیم کے پاس بالفعل قابلِ استعمال میزائل صلاحیت موجود تھی۔

اگرچہ اگست کی تنظیمی رپورٹ میں محدود میزائل سرگرمیوں کا دعویٰ کیا گیا، لیکن PICSS کے جائزے کے مطابق میزائل حملوں کی آزادانہ طور پر تصدیق شدہ مثالیں موجود نہیں تھیں۔

خودکش حملے اور ان سے متعلق تشہیری مواد

ٹی ٹی پی کی عملی اور تشہیری سرگرمیوں میں خودکش حملوں کو بھی نمایاں مقام حاصل رہا۔

تنظیم نے جولائی میں ٹانک کی منجی خیل پولیس پوسٹ پر حملے کی تشہیر کی اور بعد میں اپنی ویڈیو سیریز شاہین جوان کی انیسویں قسط جاری کی، جس میں داؤد نامی شخص کو اس کارروائی میں شریک خودکش حملہ آور کے طور پر پیش کیا گیا۔

ویڈیو میں ایک بزرگ شخص کا انٹرویو بھی شامل تھا، جسے حملہ آور کا والد بتایا گیا۔ اس مواد میں خاندانی تائید اور مذہبی دلائل کے ذریعے حملہ آور کے اقدام کی ستائش کی گئی۔

ستمبر کے آخر میں تنظیم نے 26 ستمبر کو ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے درازندہ میں امان میلہ کی مشترکہ پولیس اور کسٹمز چیک پوسٹ پر خودکش حملے سے متعلق ویڈیو بھی جاری کی۔

اس میں حملہ آور کی شناخت ابو دجانہ کے نام سے کی گئی، جسے تنظیم کی خصوصی خودکش فورس کا رکن بتایا گیا۔ ویڈیو میں بارودی مواد سے بھری ٹریکٹر ٹرالی کے استعمال کو دکھایا گیا تھا۔

یہ نشریات ظاہر کرتی ہیں کہ خودکش حملے ٹی ٹی پی کی کارروائیوں میں بدستور اہم حیثیت رکھتے تھے، جبکہ تنظیم ان حملہ آوروں کو نظریاتی مثال کے طور پر پیش کرنے کی کوشش بھی کر رہی تھی۔

میڈیا کے نظام میں تبدیلی اور نظریاتی سرگرمیاں

میڈیا کے نظام کو منظم کرنا اور نظریاتی حمایت حاصل کرنا بھی اس سہ ماہی کی اہم خصوصیات میں شامل رہا۔

5 جولائی کو ٹی ٹی پی نے منیب الرحمٰن جٹ کی جگہ انجینئر عبداللہ کو نیا میڈیا سربراہ مقرر کرنے اور اپنی ویب سائٹ، ویڈیو پروڈکشن اور سوشل میڈیا کے شعبوں میں تبدیلیوں کا اعلان کیا۔

جٹ کے دور میں عمر میڈیا نے مختلف زبانوں میں مواد کی تیاری بڑھائی، پروڈکشن کا معیار بہتر بنایا اور مصنوعی ذہانت کی مدد سے تیار ہونے والے مواد سمیت نئی ٹیکنالوجیز کا استعمال بڑھایا۔

قیادت میں تبدیلی اس بات کی علامت تھی کہ تنظیم اپنی اطلاعاتی اور تشہیری سرگرمیوں کو مزید ادارہ جاتی شکل دینے کی کوشش کر رہی تھی۔

اس سہ ماہی میں عمر میڈیا نے مختلف ویڈیو سلسلوں، انٹرویوز، دستاویزی فلموں، پوڈکاسٹس اور مطبوعات کے ذریعے وسیع تشہیری مہم جاری رکھی۔

ان میں رسمِ محبت، آپریشن خیبر، دعوتِ جہاد، تیار ہیں ہم، شاہین جوان، ایقاظ اور ربطِ ملت جیسے سلسلے شامل تھے۔

ان نشریات میں مبینہ حملوں کی ویڈیوز، عسکری تربیت، مذہبی تشریحات، تنظیمی پیغامات اور مارے جانے والے مسلح افراد کے تعارفی خاکے شامل کیے گئے۔

جولائی میں مجلہ طالبان کا خصوصی شمارہ ہم کون ہیں؟ شائع کیا گیا، جس میں ٹی ٹی پی کے نظریاتی مؤقف کی نسبتاً جامع وضاحت کی گئی۔

اس اشاعت میں پاکستان کے آئینی اور پارلیمانی نظام کو مسترد کرتے ہوئے تنظیم کی اپنی تشریح کے مطابق شریعت پر مبنی حکمرانی کی حمایت کی گئی۔

اس میں سابق قبائلی اضلاع میں فوجی کارروائیوں سے متعلق تاریخی شکایات کو بھی تنظیم کی مسلح مہم کے جواز کے طور پر استعمال کیا گیا۔

مذہبی حلقوں اور عوام کو متاثر کرنے کی کوششیں

اگست میں ربطِ ملت کی سترہویں قسط میں مفتی ندیم خان درویش کو پیش کیا گیا۔

انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ پاکستان اپنے قیام سے منسلک مذہبی مقاصد پورے کرنے میں ناکام رہا ہے، جبکہ افغانستان میں طالبان کی حکومت کو اسلامی حکمرانی کے نمونے کے طور پر پیش کیا۔

اس نشریات کا واضح مقصد مذہبی علما کو پاکستان کے سیاسی نظام کے خلاف متحرک کرنا یا کم از کم ٹی ٹی پی کی مسلح مہم کی مخالفت سے روکنا تھا۔

دیگر نشریات میں زخمی اور مارے جانے والے مسلح افراد کی ستائش کی گئی، جنگی نقصانات کو مذہبی قربانی کے طور پر پیش کیا گیا اور زخمی جنگجوؤں کو خفیہ طبی امداد فراہم کرنے کی ترغیب دی گئی۔

تنظیم نے سابق کمانڈروں کی یاد میں دستاویزی فلمیں بھی جاری کیں، جن میں مالاکنڈ ڈویژن میں ٹی ٹی پی کے سابق رہنما عمر الرحمٰن المعروف استاد داؤد فاتح شامل تھے۔

مجموعی طور پر ان نشریات کا مقصد تنظیمی نظم و ضبط مضبوط بنانا، نئی بھرتیوں کا سلسلہ برقرار رکھنا اور جاری تشدد کے لیے نظریاتی جواز فراہم کرنا تھا۔

عوامی شکایات اور مقامی آبادی پر اثر و رسوخ

ٹی ٹی پی نے عوامی شکایات کو اپنے بیانیے کے حق میں استعمال کرنے اور مقامی آبادی پر اثر و رسوخ بڑھانے کی کوشش بھی کی۔

رہبری شوریٰ کے سینئر رکن پیر عین الزمان نے بلوچستان اور اس سے ملحقہ پشتون علاقوں کے بارے میں پیغامات جاری کیے، جن میں سکیورٹی کارروائیوں سے پیدا ہونے والی شکایات کو استعمال کرنے اور حکومت کے حمایت یافتہ امن کمیٹیوں کی ساکھ متاثر کرنے کی کوشش کی گئی۔

جولائی میں ٹانک میں سرگرم ایک ٹی ٹی پی کمانڈر نے پولیس، قبائلی عمائدین اور مقامی باشندوں کو ایسی کمیٹیوں کے ساتھ تعاون سے خبردار کیا اور حکومتی اداروں پر تنقید کی۔

اگست میں آریانہ پائندہ خیل نامی ایک کمانڈر نے مبینہ طور پر بنوں کے علاقے ڈومیل میں بعض گھروں کے رہائشیوں کو دھمکی دی کہ اگر انہوں نے 25 اگست تک اپنے مکانات خالی نہ کیے تو انہیں نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

تاہم اس دھمکی کی صداقت اور متعلقہ حالات واضح نہیں ہو سکے۔

یہ بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ تنظیم مقامی آبادی پر دباؤ ڈال کر اپنا اثر قائم کرنے اور مسلح سرگرمیوں کے خلاف مقامی مزاحمت کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

مذہبی اور عوامی معاملات میں تنظیمی بیانات

ٹی ٹی پی نے خود کو مرکزی مذہبی اور عوامی مسائل سے منسلک کرنے کی کوشش بھی کی۔

تنظیم نے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور مولانا احسان الحق سمیت بعض مذہبی شخصیات کی وفات پر تعزیتی بیانات جاری کیے، حالانکہ ان شخصیات کے ساتھ تنظیم کے کسی باقاعدہ تعلق کی تصدیق نہیں ہوئی تھی۔

اگست میں اسلام آباد کے پمز ہسپتال میں آگ لگنے کے واقعے کے بعد ٹی ٹی پی کے ترجمان محمد خراسانی نے نومولود بچوں کی اموات پر افسوس کا اظہار کیا اور مبینہ حکومتی غفلت کو ذمہ دار ٹھہرایا۔

ایسے بیانات کا بظاہر مقصد ٹی ٹی پی کو عوامی مشکلات اور مذہبی جذبات سے ہمدردی رکھنے والی تنظیم کے طور پر پیش کرنا تھا، حالانکہ اس کی جانب سے ریاستی اہلکاروں اور دیگر اہداف کے خلاف مسلح کارروائیاں جاری تھیں۔

یومِ آزادی کے موقع پر تنظیم نے ملک کے اندر سیاسی بے چینی کو بھی اپنے بیانیے میں استعمال کرنے کی کوشش کی۔

اس سلسلے میں قید پی ٹی آئی رہنما عمران خان کی حمایت میں ہونے والے مظاہروں کی ویڈیوز بھی شامل کی گئیں، جنہیں ریاست مخالف بیانیے کو مضبوط کرنے کے لیے استعمال کیا گیا۔

ٹی ٹی پی نے صرف 14 اگست کو 74 حملے کرنے کا دعویٰ کیا، تاہم PICSS کی ہفتہ وار رپورٹ میں اس تعداد کو انتہائی مبالغہ آمیز قرار دیا گیا۔

مسلح تنظیموں کے درمیان مسابقت اور اختلافات

تنظیمی اتحاد کی کوششوں کے باوجود دیگر مسلح گروہوں کے ساتھ مسابقت اور اندرونی اختلافات ٹی ٹی پی کے لیے مشکلات پیدا کرتے رہے۔

جماعت الاحرار کی دوبارہ آزادانہ سرگرمیوں اور اتحاد المجاہدین پاکستان کی بڑھتی ہوئی موجودگی نے مسلح تنظیموں کے اندر متبادل قیادت کے مراکز پیدا کیے۔

یہ گروہ ممکنہ طور پر نئی بھرتیوں، مقامی اثر و رسوخ اور مالی وسائل کے حصول میں ٹی ٹی پی کے مقابل آ سکتے تھے۔

اگست میں ٹی ٹی پی کی قیادت کا ایک پیغام مفتی غفران کے ذریعے پہنچایا گیا، جو رہبری شوریٰ کے رکن اور میڈیا کمیشن کے سربراہ تھے۔

اس پیغام میں کمانڈروں کی اطاعت، تنظیمی اتحاد اور اندرونی اختلافات سے اجتناب پر زور دیا گیا۔

یہ پیغام خاص طور پر ایسے وقت میں اہم تھا جب تنظیم کو دوسرے مسلح دھڑوں کی جانب سے بڑھتی ہوئی مسابقت کا سامنا تھا۔

13 اور 14 ستمبر کو زیریں جنوبی وزیرستان کے علاقے کریز کوٹ میں ٹی ٹی پی یا اس سے وابستہ رحمت اللہ گروپ اور حافظ گل بہادر گروپ کے درمیان مبینہ جھڑپیں ہوئیں۔

ان جھڑپوں میں دونوں جانب جانی نقصان کی اطلاعات سامنے آئیں، جن میں حافظ گل بہادر گروپ کی ایک اہم شخصیت سہیل مغل خیل کی ہلاکت بھی شامل تھی۔

رپورٹس کے مطابق یہ تنازع چلغوزے کی تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی اور ترقیاتی منصوبوں سے متعلق بھتہ وصولی کے معاملات سے منسلک تھا۔

اس تصادم سے ظاہر ہوا کہ نظریاتی مماثلت رکھنے والے مسلح گروہوں کے درمیان بھی علاقائی اثر و رسوخ اور مالی وسائل تک رسائی باہمی تعلقات پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔

افغان طالبان اور ٹی ٹی پی کے تعلقات سے متعلق غیر مصدقہ اطلاعات

اس سہ ماہی میں ٹی ٹی پی اور افغان طالبان حکام کے درمیان ممکنہ کشیدگی سے متعلق غیر مصدقہ اطلاعات بھی سامنے آئیں۔

اگست کے آخر میں بعض سوشل میڈیا اکاؤنٹس نے دعویٰ کیا کہ مفتی نور ولی محسود افغان طالبان کی قیادت سے اختلافات کے بعد مستقل طور پر پاکستان منتقل ہو گئے ہیں۔

دیگر اطلاعات میں دعویٰ کیا گیا کہ ٹی ٹی پی کی بعض اعلیٰ شخصیات کو حراست میں لیا گیا، ان کی سرگرمیوں پر پابندیاں لگائی گئیں یا پاکستان کے دباؤ میں انہیں افغان سرحدی علاقوں سے دور منتقل کیا گیا۔

تاہم ان دعوؤں کی نہ ٹی ٹی پی نے باضابطہ تصدیق کی اور نہ افغان طالبان نے۔

اس لیے ان اطلاعات کو دونوں تنظیموں کے تعلقات میں کسی حتمی تبدیلی کا ثبوت نہیں سمجھا جا سکتا۔

اس کے باوجود یہ دعوے افغانستان میں موجود مسلح نیٹ ورکس پر بڑھتے ہوئے دباؤ اور پاکستان افغانستان کشیدگی کے ممکنہ اثرات کی عکاسی کرتے ہیں۔

مجموعی جائزہ اور نتیجہ

جولائی سے ستمبر 2026 کے دوران سامنے آنے والی پیش رفت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹی ٹی پی اپنی تنظیمی ساخت کو وسعت دینے، کارروائیوں کی صلاحیت بہتر بنانے اور نظریاتی و اطلاعاتی سرگرمیوں کو مضبوط کرنے پر توجہ مرکوز کیے ہوئے تھی۔

جدید انداز کی ویڈیو پروڈکشن اور تشہیری مواد کا بڑھتا ہوا استعمال، نئے جغرافیائی علاقوں میں اثر و رسوخ قائم کرنے کی کوششیں اور چھوٹے دھڑوں کو تنظیم میں شامل کرنے کا سلسلہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ٹی ٹی پی خود کو صرف سابق قبائلی اضلاع تک محدود رکھنے کے بجائے ملک گیر مسلح تنظیم کے طور پر پیش کرنے کی خواہاں تھی۔

تاہم اس کی کوششوں کو سکیورٹی فورسز کی کارروائیوں، اہم رہنماؤں کی ہلاکتوں، دوسری مسلح تنظیموں کے ساتھ مسابقت اور افغانستان میں موجود اس کے نیٹ ورکس پر ممکنہ دباؤ جیسے عوامل سے مشکلات کا سامنا رہا۔

تنظیمی توسیع، جدید ٹیکنالوجی کے استعمال، مقامی آبادی پر دباؤ اور مسلسل نظریاتی تشہیر کے مجموعی رجحانات ظاہر کرتے ہیں کہ 2026 کی تیسری سہ ماہی کے دوران ٹی ٹی پی پاکستان کی داخلی سلامتی کے لیے ایک اہم اور بدلتی ہوئی نوعیت کا خطرہ بنی رہی۔

ماخذ: پاکستان انسٹی ٹیوٹ فار کانفلکٹ اینڈ سکیورٹی اسٹڈیز (PICSS) کی 3 جولائی سے یکم اکتوبر 2026 تک کی ہفتہ وار Weekly Insight رپورٹس، بالخصوص مسلح تنظیموں کی سرگرمیوں، تنظیمی تبدیلیوں، تشہیر اور عوامی رابطوں سے متعلق حصے۔

وضاحت: 25 ستمبر تا یکم اکتوبر کی رپورٹ میں تیسری سہ ماہی سے باہر کا ایک دن بھی شامل ہے، تاہم اس تجزیے میں صرف ستمبر سے متعلق پیش رفت کو شامل کیا گیا ہے۔

ادارتی نوٹ: یہ اصل انگریزی تجزیے کا مکمل اردو ترجمہ ہے۔ ٹی ٹی پی کے حملوں، جانی نقصانات، تنظیمی وابستگیوں اور دیگر کارروائیوں سے متعلق دعووں کو متعلقہ ذرائع سے منسوب رکھا گیا ہے، انہیں آزادانہ طور پر تصدیق شدہ حقائق کے طور پر پیش نہیں کیا گیا۔